پہلا مرحلہ

صحیح اسلامی عقیدہ

سوم

تالیف

عقیدہ کے ماہر اساتذہ کی ایک جماعت

مراجعہ

منتخب علماء

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ، بنارس

پہلا مرحلہ

صحیح اسلامی عقیدہ

سوم

تالیف

عقیدہ کے ماہر اساتذہ کی ایک جماعت

مراجعہ

منتخب علماء

ناشر: ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ، بنارس

سلسلۂ اشاعت : (۳/۴۲۰)

نام کتاب : صحیح اسلامی عقیدہ

تالیف : عقیدہ کے ماہر اساتذہ کی ایک جماعت

مراجعہ : منتخب علماء

ناشر : ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ بنارس

اشاعت اول : جمادی الآخرۃ ۱۴۲۵ھ = اگست ۲۰۰۴ء

اشاعت ثانی : رجب المرجب ۱۴۲۹ھ = جولائی ۲۰۰۸ء

مطبع : سلفیہ آفسیٹ پریس، وارانسی

پتہ

مکتبہ سلفیہ، بی ۱/۱۸ جی، جامعہ سلفیہ مارگ، ریوڑی تالاب

بنارس-۲۲۱۰۱۰ (الہند)

Maktaba Salafiah. B-18/1 G. Jamiah Salafiah Marg

Reori Talab, Varanasi - 221010 (INDIA)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توسل اور اس کے احکام

۱۔توسل کے معنی:

توسل لغت میں تقرب اور سبب کے کام میں لانے کو کہتے ہیں جو مقصد تک پہونچادے، اور وسیلہ کے معنی قربت ہیں۔

اور اس کا **شرعی معنی**: ہر مشروع عمل سے اللہ کا تقرب حاصل کرنا

۲۔ قرآن کریم میں وسیلہ کے معنی:

قرآن کریم میں وسیلہ کا ذکر دو آیتوں میں آیا ہے۔

ایک اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

يَـاَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (المائدہ:۳۵)

اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

دوسری آیت یہ ہے:

اُوْلٰـئِكَ الَّـذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ

أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا۔ (الاسراء:۵۷)

جن لوگوں کو یہ مشرک پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون اللہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کی عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

دونوں آیات میں جب ہم وسیلہ کے معنی کے متعلق سلف کی تفسیر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں یعنی اللہ کے حکم کی بجا آوری اور نہی سے اجتناب کے ذریعہ اللہ کا تقرب چاہنا، اور سلف میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس کے معنی مخلوق میں سے کسی کے جاہ (رتبہ) کا وسیلہ پکڑنا ہے۔

توسل کے اقسام:

توسل کی دو قسمیں ہیں: توسل مشروع اور توسل ممنوع

۱- توسل مشروع:

یعنی جس پر کتاب وسنت کی کوئی دلیل قائم ہو، اس کی تین قسمیں ہیں:

۱- اللہ کے اسماء وصفات کے ذریعہ اس کا تقرب، جیسے مسلمان اپنی دعاء میں یہ کہے ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس واسطے کہ تو اللہ،

رحمٰن، رحیم، عزیز اور حکیم ہے یہ کہ تو مجھے عافیت دے دے اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

وَلِلّٰهِ الأسْمَاءُ الْحُسْنىٰ فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوْا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَائِهِ ۔ (الاعراف:۱۸)

اللہ کے بہترین نام ہیں اس کو انہی ناموں سے پکارو اور جو اس کے ناموں میں کجی کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔

اور سنت سے نبی ﷺ کا یہ قول اس کی دلیل ہے:

يا حي يا قيوم برحمتك استغيث ۔ (صححہ الحاکم ووافقہ الذھبی:۱/۴۵۴)

اے حیات والے اور سب کو قائم رکھنے والے میں تیری رحمت سے فریاد رسی طلب کرتا ہوں۔

۲- اعمال صالحہ کے ذریعہ اللہ کا تقرب: جیسے دعا کرنے والا کہے:
اے اللہ! تجھ پر میرے ایمان، اور تیرے لئے میری محبت اور تیرے رسول کے لئے میری پیروی کے سبب سے میری مغفرت فرما دے، اور اس کے مثل مشروع دعائیں اختیار کرے۔

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ ۔ (آل عمران:۵۳)

اے ہمارے رب جو تو نے اتارا اس پر ہم ایمان لائے اور رسول کی ہم نے پیروی کی پس ہم کو گواہوں میں لکھ لے۔

سنت سے اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

سمع النبي ﷺ رجلا يقول: اللهم إني اسئلك بأني أشهد أنك انت الله الذي لا إله إلا أنت الأحد الصمد الذي لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد فقال: قد سأل الله باسمه الأعظم الذي إذا سئل به اعطى، وإذا دعى به أجاب۔ (ترمذی:۵/۵۱۵، ابن ماجہ:۲/۱۲۶۷، اس کی سند صحیح ہے)

نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس ذریعہ سے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو وہ اللہ ہے کہ تیرے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں تو ایک ہے، بے نیاز ہے نہ جنا ہے نہ جنا گیا ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں، تو آپ نے فرمایا: اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ سوال کیا ہے کہ اس سے جب سوال کیا جاتا ہے تو دیتا ہے اور اس سے دعا کی جاتی ہے تو قبول کرتا ہے۔

۳- صالح مسلمان کی دعا کے ذریعہ اللہ کا تقرب

جیسے مسلمان کسی سخت مشکل میں پڑ جائے اور وہ جانتا ہو کہ اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ اللہ کی طرف کوئی قوی سبب

اختیار کرنا چاہے پھر وہ کسی ایسے مسلمان کے پاس جائے جس میں صلاح وتقوی کی علامت دیکھتا ہو اور اس سے طلب کرے کہ اپنے رب سے اس کے لئے دعا کرے تا کہ اس کی مشکل اور اس کا غم دور کر دے، اس کی دلیل عرب دیہاتی والی وہ طویل حدیث ہے جو مسجد میں داخل ہوا جب کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے، اس نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ لوگوں کے لئے اللہ سے دعا کر دیں کہ خشک سالی کے بعد ان پر بارش برسا دے تو نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور لوگوں کے لئے اللہ سے دعا کی پھر بارش نازل ہوئی۔

(مطول حدیث بخاری:۲/۵۰۱، مسلم:۲/۱۶۲ میں موجود ہے)

صحابہ کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ "عمر رضی اللہ عنہ" نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عباس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اللہ تعالی سے بارش طلب کی تھی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جس شخص کی دعاء سے تقرب حاصل کیا جائے وہ تابع شریعت، صالح، زندہ اور دعا پر قادر ہو۔ (بخاری:۲/۱۵ اور ۴/۲۰۹) (اور عباس کی دعا کو حافظ ابن حجر نے:۲/۴۹۷ میں نقل کیا ہے)

۲- توسل ممنوع:

توسل عبادت ہے اور عبادت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ وحدہ کے لئے اخلاص اور رسول اللہ ﷺ کی اقتداء پر مبنی ہو، اور جو توسل تینوں مشروع اقسام سے خارج ہوگا وہ ممنوع توسل ہے جیسے مخلوق میں سے کسی

کے جاہ ومرتبہ اور مقام کا توسل۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عباس کے واسطے سے بارش طلب کرنا دعا سے توسل تھا نہ کہ کچھ اور، اس لئے کہ اگر جاہ کا توسل ہوتا تو جاہ نبی ﷺ سے توسل واجب ہوتا، اس لئے کہ آپ کی جاہ آپ ﷺ کی موت کے بعد باقی ہے۔

اور یہ جو حدیث بیان کی جاتی ہے:

"توسلوا بجاهي فإن جاهي عند الله عظيم" یعنی میری جاہ کا وسیلہ اختیار کرو بے شک میری جاہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے، یہ حدیث رسول نہیں ہے، یہ سنت کی کتابوں میں کہیں موجود نہیں، اگر چہ اس میں شک نہیں کہ آپ کی جاہ بہت عظیم ہے، بلکہ آپ ﷺ تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

أنا سيد ولد آدم ولا فخر۔ (ترمذی: ۵/ ۵۸۷)

میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔

اس کے باوجود توسل کی یہ نوع ہمارے لئے مشروع نہیں فرمایا جو اس کے باطل ہونے کی دلیل ہے، مبتدعانہ توسل کے قائلین اور بہت سی احادیث ذکر کرتے ہیں لیکن سب ضعیف یا موضوع ہیں، اس سے یہ بات

واضح ہوگئی کہ مخلوق میں سے کسی کی ذات یا جاہ یا اس کے حق یا اس کے مرتبہ اور حرمت ومنزلت کا توسل مبتدعانہ توسل ہے اور شرک میں واقع ہونے کا راستہ ہے۔

مشق

۱۔ توسل کی لغوی اور شرعی تعریف کرو

۲۔ وسیلہ کا لفظ قرآن میں کتنی بار آیا ہے، اس سے متعلق وارد آیات کو ذکر کرو اور ان کے معنی بیان کرو

۳۔ مشروع توسل اور ممنوع توسل میں کیا فرق ہے؟

۴۔ مشروع توسل کے انواع مثال کے ساتھ ذکر کرو اور ہر نوع کی دلیل بیان کرو

۵۔ انسانوں میں سے کسی کی جاہ یا کسی کے حق سے توسل کا کیا حکم ہے؟

۶۔ طلب بارش کے لئے عمر رضی اللہ عنہ کے عباس سے توسل کی تم کیا تفسیر کرتے ہو؟ کیا اس میں بدعی توسل کے قائلین کے لئے حجت ہے؟ اس کی توضیح کر۔

اسلام میں ولی اور ولایت

ولایت کی تعریف:

ولایت محبت اور مدد کو کہتے ہیں اور یہ لفظ قرابت پر بھی بولا جاتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ. (فصلت:۳۴)

پس ایک دم وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے گویا کہ وہ قریبی دوست ہے۔

اولیاء کے اوصاف:

ولایت کسی مومن کے ساتھ خاص نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں اور نہ ولی بس وہی ہے جس سے بعض خوارق صادر ہوں، بلکہ ولایت ایمان کے مترادف ہے لہذا ولی وہی ہے جو مومن ہے، اور ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے، یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے، یہی حال ولایت کا بھی ہے، اللہ تعالی نے اولیاء کا وصف اس طرح بیان فرمایا ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ،

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ. لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَةِ۔ (یونس:۶۳،۶۴)

سنو! جو لوگ اللہ کے ولی ہیں نہ ان کو ڈر ہوگا اور نہ رنجیدہ ہوں گے جو لوگ کہ ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔

پہلی آیت میں اللہ کے مومن اولیاء کے لئے بشارت ہے کہ ان کو کوئی خوف اور غم لاحق نہ ہوگا، اور دوسری آیت میں اولیاء کی صفت کا بیان ہے اور وہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان لائے اور متقی بنے، ایمان اور تقوی دونوں وہ میزان ہیں جن سے ولی اور غیر ولی کی تمیز ہوتی ہے۔

انبیاء تمام اولیاء سے افضل ہیں:

جن کا یہ گمان ہے کہ اولیاء کو ایسا درجہ حاصل ہے جو انبیاء کے درجات سے بالا ہے انہوں نے بغیر علم کے اللہ کے خلاف بات کہی ہے، اور اللہ تعالی ہی مومنوں اور صالحین کا مددگار و دوست دار ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (البقرۃ:۲۵۷)

اللہ ایمان لانے والوں کا دوست و مددگار ہے۔

نیز فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (محمد:۱۱)

یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ایمان لانے والوں کا حامی و مددگار ہے۔

نیز فرمایا:

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، نَحْنُ أَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۔ (فصلت: ۳۰، ۳۱)

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ مت ڈرو اور غم نہ کرو اور اس جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی۔

مشق

۱- ولایت کی تعریف کرو اور بتاؤ کہ ولی کون ہے؟

۲- ولایت اور ایمان کے درمیان کیا فرق ہے؟

۳- کیا ولایت کسی انسان کے ساتھ خاص ہوتی ہے؟

۴- اولیاء کی صفت اور ان کی علامات کیا ہیں؟

۵- کیا اولیاء انبیاء سے افضل ہیں؟

شفاعت

اس کی تعریف:

شفاعت، الشفع سے اخذ کیا گیا ہے یعنی جوڑا، طاق کا ضد، اس کے معنی غیر کے لئے خیر طلب کرنا ہے

اس کے انواع:

اس کے دو انواع ہیں:

۱- مثبت شفاعت ۲- منفی شفاعت

مثبت شفاعت: یعنی جو اللہ کے مومن بندوں میں سے کسی بندہ کے لئے اللہ تعالی سے طلب کی جائے۔

منفی شفاعت: یعنی جو غیر اللہ سے کسی ایسی چیز کے متعلق طلب کی جائے جس پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں، جیسے وہ شخص جو قبر کی اموات سے طلب شفاعت کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ اسے سن رہے ہیں جیسا کہ بتوں، تھانوں اور قبروں کے پجاری مشرکوں کا حال ہوتا ہے، یا غیر اہل ایمان وتوحید کے لئے شفاعت طلب کی جائے۔

اللہ تعالی نے ایسے لوگوں پر نکیر کی ہے جو اللہ کے علاوہ شریکوں کو

شفاعت کا حق دیتے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ (یونس:۱۸)

اور اللہ کے سوا ان کی پوجا کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہونچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ دے سکتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ کے پاس یہ ہماری شفاعت کرنے والے ہیں۔

نیز فرمایا:

قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۔ (الزمر:۴۴)

کہو تمام سفارش اللہ کے اختیار میں ہے۔

دونوں آیتوں سے اس بات پر دلالت ہوتی ہے کہ شفاعت ایک اللہ کی ملکیت ہے اور جس شخص نے اسے غیر اللہ سے طلب کیا اس نے شرک کیا اگر چہ جس سے شفاعت طلب کی جائے وہ مقرب فرشتہ یا نبی مرسل ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ۔ (الانبیاء:۲۸)

اور وہ - فرشتے - شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جس - مومن کے قول وفعل - کو اللہ پسند کرے۔

مثبت شفاعت اور اس کے شروط:

مثبت شفاعت جو بلا واسطہ اللہ تعالی سے طلب کی جاتی ہے دو شرطوں سے صحیح ہوتی ہے:

اول: شفاعت کرنے والے کے لئے اللہ کی اجازت

دوم: جس کے لئے شفاعت کی جائے اس سے اس کی رضامندی،

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۔ (طٰہٰ:۱۰۹)

اس دن شفاعت کام نہ آئے گی مگر رحمٰن جس کو شفاعت کی اجازت دے دے اور اس کی بات پسند کرے۔

اموات وغیرہ سے طلب شفاعت کی خطرناکی

قبر والوں سے اس دعوی کے ساتھ شفاعت طلب کرنا کہ وہ اللہ تعالی سے قریب کر دیتے ہیں عظیم فتنہ ہے، یہ وہی چیز ہے جس سے اللہ نے ڈرایا تھا اور مشرکین اپنے اصنام کے لئے اسی چیز کا دعوی کیا کرتے تھے، اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ (الزمر:۳)

سنو! خالص اطاعت اللہ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا حامی بنایا ہے وہ کہتے ہیں ہم ان کو اسی لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ سے زیادہ قریب کردیں۔

نیز فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ ۔ (سبا:۲۲)

کہو جن کو اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو ان کو پکارو وہ تو ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں اور نہ ان دونوں میں ان کا کچھ ساجھا ہے، اور نہ اس کا ان میں سے کوئی مددگار ہے۔

دونوں آیتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کے علاوہ سفارشی، شریک اور حامی بنانا حق ربوبیت پر تعدی، اللہ تعالیٰ کی تنقیص اور رب العالمین کے ساتھ سوء ظن ہے۔

مثبت شفاعت کے انواع:

ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ مثبت شفاعت وہی ہے جو اللہ کے مومن بندوں میں سے کسی بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے، اس کے چند انواع ہیں:

ایک نوع وہ ہے جو نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے، دوسری نوع وہ ہے جو آپ کے لئے اور آپ کے علاوہ ملائکہ، انبیاء اور صالحین کے لئے ہے، اور سب انہیں شروط کے ساتھ ہیں جن کا ذکر گذر چکا ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص شفاعات درج ذیل ہیں:

۱- شفاعت کبری:

جس سے اولوالعزم رسول (علیہم الصلوۃ والسلام) پیچھے ہٹ جائیں گے، یہاں تک کہ وہ ہمارے نبی محمد ﷺ تک پہونچے گی تو آپ فرمائیں گے "أنا لها" میں اس کے لئے ہوں، اور یہ اس وقت ہوگا جب لوگ انبیاء کی طرف متوجہ ہوں گے تاکہ وہ ان کے لئے ان کے رب سے شفاعت کریں، یہاں تک کہ آپ موقف میں انہیں راحت پہونچائیں گے اور وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ عزوجل نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔

اس کی دلیل بخاری کی وہ حدیث ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن الناس يذهبون إلى آدم فيعتذر ثم إلى نوح ثم إلى ابراهيم ثم إلى موسى ثم إلى عيسىٰ وكلهم يعتذرون ويقولون: نفسي نفسي ، ثم ياتون الرسول ﷺ فيخر ساجدا لله تعالى ثم يأذن له الرب تعالى بالشفاعة فيشفع لهم" (بخاری:۶/۲۶۴، ۲۶۵اور ۸/۳۰۰، مسلم:۱۹۴)

لوگ آدم کے پاس جائیں گے تو وہ معذرت کردیں گے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم پھر موسی پھر عیسی کے پاس اور سب معذرت کردیں گے اور کہیں گے، نفسی نفسی، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں گے آپ اللہ کے لئے سجدہ میں گر جائیں گے پھر آپ کو اللہ تعالی شفاعت کی اجازت دے گا تو آپ لوگوں کے لئے شفاعت کریں گے۔

۲۔ جنت کو کھولنے اور اہل جنت کے اس میں داخلہ کے لئے شفاعت اس کی دلیل مسلم کی وہ حدیث ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أنا أول الناس يشفع فى الجنة۔ (مسلم:۱/۱۸۸)

میں سب سے پہلے جنت کے لئے شفاعت کروں گا۔

۳۔ بعض کفار کے لئے آپ کی شفاعت اور یہ آپ کے چچا ابوطالب کے ساتھ خاص ہے اس حیثیت سے کہ ان کا عذاب ہلکا کردیا جائے گا، انہیں آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی یا جہنم کی پچھلی جگہ میں رکھے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا، والعیاذ باللہ، اس کی دلیل ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا:

لعله تنفعه شفاعتى يوم القيامة فيجعل فى ضحضاح من نار يغلى منه دماغه۔ (بخاری کتاب الرقاق ، مسلم کتاب

الایمان)

امید ہے کہ انہیں قیامت کے روز میری شفاعت نفع دے گی تو وہ جہنم کی پچھلی جگہ میں رکھے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

کچھ شفاعات ایسی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ وہ آپ کے لئے اور آپ کے علاوہ فرشتوں اور مومنین کے لئے بھی ہیں:

۱۔ موحد اہل کبائر کے متعلق شفاعت جو جہنم میں داخل کئے جائیں گے پھر اس سے نکال لئے جائیں گے، اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ قول ہے:

شفاعتی لاهل الكبائر من امتی ۔ (احمد: ۲۱۲/۳، ابوداؤد: ۲۳۶/۴، اس کی سند جید ہے)

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔

۲۔ اہل جنت کے بلندی درجات کے لئے شفاعت۔

مشق

۱۔ شفاعت کی تعریف کرو

۲۔ شفاعت ایک اللہ کی ملکیت ہے اسے دلیل سے واضح کرو

۳۔ شفاعت کے انواع بتاؤ اور ہر نوع کی تعریف کرو

۴۔ مثبت شفاعت کے شروط بیان کرو اور اسے دلیل سے واضح کرو

۵- قبر میں مدفون لوگوں سے طلب شفاعت کی خطرناکی دلیل کے ساتھ بیان کرو

۶- مثبت شفاعت کے انواع کیا کیا ہیں؟

۷- مقام محمود کیا ہے؟ دلیل بیان کرو

۸- کیا اہل کبائر شفاعت میں داخل ہوں گے؟

۹- سب سے پہلے جنت کا دروازہ کون کھلوائے گا؟

۱۰- نبی ﷺ کے ساتھ خاص شفاعات کو بیان کرو

گناہ کبیرہ کا ضابطہ، اس کے مرتکب کا حکم اور اہل قبلہ میں سے کسی کے لئے جنت یا جہنم کی غیر قطعیت

گناہ دو قسم کے ہیں: کبائر اور صغائر

أ- کبائر کی تعریف:

کبائر کبیرۃ کی جمع ہے یعنی ہر وہ گناہ جس پر دنیاوی حد اور آخرت میں وعید لازم آئے یا اللہ نے جس پر لعنت یا جہنم یا غضب کی وعید سنائی ہو کبائر گناہ بہت ہیں جن میں سے کچھ وہ ہیں جو ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا وما هن؟ قال: الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التى حرم الله بالحق، وأكل الربـاء وأكل مـال اليتيم، والتولى يوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات ۔ (بخاری کتاب الوصایا، مسلم کتاب الایمان)

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرو لوگوں نے سوال کیا وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک، جادو، حرام کردہ جان کو ناحق

مارنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لشکر سے مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگنا پاکدامن، مومن بے پرواعورتوں کو تہمت لگانا۔

ب- صغیرہ کی تعریف:

ہر ایسا گناہ جس پر دنیا میں حد یا آخرت میں کوئی خاص وعید نہیں ہے۔

اس بات کی دلیل کہ گناہوں میں کچھ صغائر اور کچھ کبائر ہیں اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَائِرَ الاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔ (النجم:۳۲)

اچھے لوگ وہ ہیں جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں مگر چھوٹا گناہ ان سے ہو جاتا ہے بے شک تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے۔

مرتکب کبیرہ کا حکم:

مرتکب کبیرہ کے متعلق اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ وہ ناقص الایمان مومن ہے یا وہ اپنے ایمان سے مومن اور اپنے گناہ سے فاسق ہے، اسے فاسق اور عاصی کا نام دیا جاتا ہے، اس سے متعلق علماء اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ وہ اللہ کی مشیت کے ماتحت ہے، اگر اللہ چاہے گا تو اپنے فضل سے اسے بخش دے گا اور اگر چاہے گا تو اپنے عدل سے اسے عذاب دے گا، اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا۔ (النساء:۱۱۶)

بیشک اللہ شرک کو نہیں بخشے گا اس کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ حد درجہ کی گمراہی میں پڑ گیا۔ اور اگر اللہ اسے عذاب دے گا تو وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رکھا جائے گا۔

اہل سنت کے دلائل کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہے:

قرآن وسنت ایسے دلائل سے بھرے ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْءَ إِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ، إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الحجرات)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر اگر ایک گروہ دوسرے گروہ پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو سرکشی کرے یہاں تک کہ اللہ کا حکم مان لے پھر اگر وہ مان لے تو دونوں گروہوں میں برابری کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف برتو بے شک اللہ انصاف کرنے

والوں سے محبت رکھتا ہے، مسلمان بھائی بھائی ہیں، تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دونوں آیتوں سے دلیل اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے مومنوں میں سے قتال کی معصیت کے مرتکبین اور بعض گروہوں پر بعض گروہوں کے ظلم وسرکشی کرنے والوں کے لئے ایمان کو ثابت فرمایا اور انہیں باہم بھائی قرار دیا ہے، باوجودیکہ ظلم وطغیان کبائر میں سے ہے، اور اللہ تعالی نے مومن بھائیوں کے درمیان مومنوں کو اصلاح کا حکم دیا ہے۔

سنت سے اس کی دلیل مسلم میں مروی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یدخل اهل الجنة الجنة ویدخل من یشاء برحمته، ویدخل اهل النار النار ثم یقول: انظروا من وجدتم فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فأخرجوه۔ (مسلم: حدیث:۱۸۴)

جنت والوں کو جنت میں داخل کرے گا اور جسے چاہے گا وہ اپنی رحمت سے داخل کرے گا اور جہنم والوں کو جہنم میں داخل کرے گا پھر کہے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان پاؤ اسے نکال لو۔

حدیث سے دلیل اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ مرتکب کبائر جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے، اس لئے کہ جس کے دل میں ادنی ایمان بھی ہوگا وہ

جہنم سے نکال لیا جائے گا اور اگر کافر ہوتا تو اس سے نہیں نکالا جاتا، اس لئے کہ کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۔ (المائدۃ:۳۷)

وہ اس سے نکلنے نہ پائیں گے۔

کسی معین شخص کے لئے دلیل کے بغیر جنت یا جہنم کی غیر قطعیت:

اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ کسی معین شخص کے لئے جنت یا جہنم کی قطعیت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، الا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے متعلق خبر دی ہو کہ وہ اہل جنت میں سے ہے یا وہ اہل جہنم میں سے ہے، جیسے عشرہ مبشرہ بالجنۃ، عکاشہ بن محصن اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ جن کے بارے میں نبی ﷺ سے صحیح خبر آتی ہے، اگر چہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اہل کبائر میں سے وہ شخص ضرور جہنم میں داخل ہوگا جسے اللہ جہنم میں داخل کرنا چاہے گا پھر وہ اللہ کے فضل سے اس سے نکلے گا جیسا کہ شفاعت پر کلام کے وقت ہم نے اسے بیان کیا ہے، اور پہلی دفعہ ہی جسے اللہ معاف کردے گا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اور جن لوگوں کے جہنم میں داخل ہونے کے دلائل موجود ہیں ان میں سے ابلیس، فرعون اور ابولہب ہیں۔

مشق

۱۔ گناہ کبیرہ کی تعریف کرو، اور اس میں اور گناہ صغیرہ میں کیا فرق ہے؟ واضح کرو

۲۔ کیا کبائر معین تعداد میں منحصر ہیں؟ ایسی دلیل بیان کرو جو متعدد کبائر پر مشتمل ہو۔

۳۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ کا کیا حکم ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو

۴۔ کیا اہل قبلہ میں سے کسی کے لئے جنت یا جہنم کی قطعیت کا حکم لگایا جا سکتا ہے درس کی روشنی میں اس کے متعلق سلف کا منہج بیان کرو اور دلائل سے اپنا جواب واضح کرو۔

بدعت اور دین کے لئے اس کا خطرہ

بدعت کی تعریف:

لغت میں سابق مثال کے بغیر کوئی چیز ایجاد کرنا اللہ تعالی کا یہ قول اسی معنی میں ہے:

بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ (البقرۃ:۱۱۷)

وہ آسمانوں اور زمین کا ایجاد کرنے والا ہے۔

شریعت میں اس کے معنی ہیں: دین میں ایجاد کیے گئے ایسے اقوال، عقائد اور عبادات کہ کتاب و سنت سے جن کے لئے کوئی دلیل نہ ہو۔

بدعت کا خطرہ

فرد اور معاشرہ پر دین میں ایجاد بدعات ومحدثات کے عظیم خطرات اور برے اثرات ہیں، بلکہ پورے دین اور اس کے تمام اصول وفروع پر بھی، بدعات کے بعض خطرات اس خلاصہ میں مذکور ہیں:

۱- بدعات کفر کی ڈاک ہیں

۲- بدعات بغیر علم کے اللہ کے خلاف بات کہنا ہے

۳- بدعات دین میں ایسی باتوں کو مشروع قرار دینا ہے جس کی اللہ

نے اجازت نہیں دی ہے

۴- بدعت کی سنگینی وخطرنا کی یہ ہے کہ اہل بدعت سنت اور اہل سنت کو نا پسند کرتے ہیں اور ان پر عمل انہیں نا گوار ہوتا ہے

۵- اہل بدعت کا عمل مردو ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد ۔ (بخاری مع الفتح: ۵/۳۰۱، مسلم: ۳/۱۳۴۳)

جس نے ہمارے اس حکم میں نئی بات ایجاد کی جس کا اس سے تعلق نہیں تو وہ مردود ہے۔

۶- برا انجام

۷- بدعت سے اکثر توبہ نہ کرنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

إن الله احتجز التوبة عن كل صاحب بدعة حتى يدع بدعته ۔ (ابن ماجہ فی المقدمۃ، اس کی سند جید ہے)

ہر صاحب بدعت کی توبہ اللہ نے روک دی ہے تا آں کہ وہ اپنی بدعت ترک کردے۔

۸- اہل بدعت کے مفاہیم کا الٹا ہو جانا، شبہات کے سبب معاملات ان پر گڈمڈ ہو جاتے ہیں جس سے وہ بدعت کو سنت اور سنت کو بدعت سمجھنے لگتے ہیں

۹- بدعتی کی شہادت قبول نہیں کی جاتی

۱۰-سنت کی مخالفت کے سبب اس کا فتنہ میں پڑنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور:۶۳)

جولوگ رسول کا حکم نہیں مانتے ان کو ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی مصیبت نہ آپڑے یا انہیں آخرت میں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

۱۱-بدعتی خودکو شریعت کی تکمیل کرنے والے کا منصب دے دیتا ہے، حالانکہ اللہ نے اپنا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنے بندوں پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الاِسْلاَمَ دِيْنًا۔ (المائدۃ:۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا۔

۱۲-بدعتی اپنا بوجھ اور اپنے پیروکاروں کا بوجھ اپنے اوپر لادتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من دعا إلى ضلالة فعليه وزرها و وزر من تبعه من غير أن ينقص من اوزارهم شيئا۔ (بخاری:۱/۶۶۱، مسلم:۷/۶۶)

جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اس پر اس کا بوجھ ہوگا اور اس کا

بھی جو اس کی پیروی کریں گے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے بوجھ میں سے کچھ کمی کی جائے۔

۱۳-بدعت کی سنگینی وخطرناکی یہ بھی ہے کہ یہ اہل بدعت کی حوض نبی ﷺ سے پینے کی محرومی کا سبب ہوں گے، اس عظیم حوض سے کہ اس سے جو بھی ایک بار پی لے گا اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، بخاری وغیرہ نے سہل بن سعد انصاری اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أنا فرطكم على الحوض من مر على شرب ومن شرب لا يظمأ ابدا ليردن على اقوام أعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فاقول : إنهم من أمتى ، فيقال: إنك لا تدرى ما أحدثوا بعدك، فأقول: سحقا لمن غير بعدى ۔ (بخاری مع الفتح ۱۱/۴۶۵، مسلم: ۷/۶۶)

میں حوض پر تم میں سب سے پہلے جانے والا ہوں، جو میرے پاس آئے گا وہ سیراب ہوگا اور جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان اوٹ کر دیا جائے گا، میں کہوں گا کہ یہ لوگ میرے امتی ہیں، تو کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں ایجاد کی تھیں تو کہوں گا میرے بعد دین میں تبدیلی کرنے

والوں کے لئے دوری ہو۔

۱۴-بدعت امت کے شیرازہ اور اس کی صف میں تفریق وانتشار کا سبب ہے، اور اللہ تعالی نے اس حالت کی مذمت فرمائی ہے، ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ۔ (الانعام:۱۵۹)

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے بن گئے تم کو ان سے کوئی غرض نہیں۔

خلاصہ یہ کہ بدعت امت کے دینی اور دنیوی معاملات کے لئے سخت خطرہ ہے۔

بدعت کے اسباب

۱- کتاب وسنت اور عربی زبان کے اسالیب سے ناواقفیت

۲- سلف صالح کے منہج کی پیروی نہ کرنا

۳- خواہشات کی پیروی کرنا

۴- شبہات سے تعلق رکھنا

۵- صرف عقل پر اعتماد کرنا

۶- گمراہی کے پیشواؤں کی تقلید کرنا جس کا نتیجہ تعصب اور پھر کتاب وسنت کے دلائل کو رد کر دینا ہے۔

۷- برے ساتھی

بدعت کا حکم اور اس کے انواع:

کتاب وسنت میں غور کرنے سے یہ بات جانی جاسکتی ہے کہ بدعات دین میں حرام ہیں کسی تفریق کے بغیر مردو ہیں، اگر چہ بدعت کی نوع کے اعتبار سے تحریم کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے اس قول میں بدعات سے ممانعت ایک ہی طریق پر وارد ہے:

ایاکم ومحدثات الأمور فإن کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار ۔ (بخاری مع الفتح:۱۳/ ۲۴۹، مسلم:۲/ ۵۹۲، ۵۹۳)

دین میں بدعات سے بچو اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے، نیز آپ کے اس قول میں بھی:

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد۔ (بخاری مع الفتح:۵/ ۳۰۱ اور ۱۳/ ۳۱۷، مسلم:۳/ ۱۳۴۳)

جس نے ہمارے اس حکم میں نئی بات ایجاد کی جس کا اس سے تعلق نہیں تو وہ مردود ہے۔

دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین میں ہر نو ایجاد چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور مردود ہے، اس کے معنی یہ ہوئے کہ عبادات اور اعتقادات کی بدعات حرام ہیں لیکن بدعت کے نوع کے

حساب سے تحریم میں تفاوت ہوسکتا ہے کوئی بدعت کفر صریح ہوتی ہے جیسے اصحاب قبور سے تقرب کے لئے قبروں کا طواف کرنا ان کے لئے جانوروں کی قربانی اور نذریں پیش کرنا، اصحاب قبور کو پکارنا، اور قبروں کے پاس دعاء کرنا اور کوئی بدعت فسق اعتقادی ہوتی ہے جیسے خوارج، قدریہ اور مرجئہ کے دلائل شرعیہ کے مخالف اقوال واعتقاد کی بدعت، اور کوئی بدعت معصیت ہوتی ہے جیسے ترک دنیا، صوم دہر، اور دھوپ میں کھڑا ہونا،

مشق

۱- بدعت کی تعریف کرو

۲- بدعت کی خطرناکی بیان کرو، اور پانچ خطرات کو بطور نمونہ پیش کرو

۳- بدعت کے متعدد اسباب ہیں، ان میں سے پانچ کا ذکر اختصار سے کرو اور ان کے اسباب بدعت ہونے کی وجہ بیان کرو

کتاب وسنت کی روشنی میں بدعت کا کیا حکم ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو

۵- بدعت کے متعدد انواع ہیں، ان کے متعلق اختصار سے بیان کرو

اہل سنت والجماعت

۱- ان کی تعریف: اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو قول، عمل اور اعتقاد کے متعلق نبی ﷺ کے اقوال اور افعال اور آپ کی تقریرات میں آپ کی اقتداء کرتے ہیں۔

یہی لوگ فرقۂ ناجیہ اور طائفۂ منصورہ ہیں۔

۲- ان کے خصائص:

۱- تنازع کے وقت دونوں وحیوں کتاب وسنت پر اعتماد کرنا اور نقل کو عقل پر مقدم کرنا جس کی اساس اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاوِيْلاً۔ (سورۃ النساء:۵۹)

پھر اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔

۲- فہم کتاب وسنت میں سلف صالح کے منہج پر چلنا: اس لئے کہ ان کا طریقہ زیادہ محفوظ، زیادہ علم کا حامل، اور زیادہ محکم ہے

۳- اخبار واحادیث کی قبولیت میں سخت اہتمام وکوشش کرنا اور یہ علم الاسناد کے ذریعہ ہوتا ہے، عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں:

الاسناد من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔

اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتا تو جو شخص جو چاہتا کہتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اللہ تعالی کے اس قول کا اثبات ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ۔ (الحجر:۹)

بے شک قرآن کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۴- دلیل کو اختیار کرنا اور جدل سے دور رہنا، امام مالک بن انس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أو كلما جاء نا رجل اجدل من رجل تركنا ما جاء به جبريل إلى النبي ﷺ لجدل هو لاء۔

کیا جب جب ہمارے پاس دوسرے کے مقابل زیادہ ماہر بحث ومباحثہ لوگ آئیں گے تو ان کے جدل کی وجہ سے ہم اس چیز کو چھوڑ دیں گے جسے جبریل نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے۔

۵- توسط واعتدال:

یہ دین میں کوتاہی کرنے والوں کے ظلم اور ان کی تقصیر اور زیادتی

کرنے والوں کے غلو کے درمیان ایک معتدل راہ ہے، وہ ایسی سیدھی شاہراہ ہے جو اللہ کی رحمت ورضوان تک پہونچاتی ہے، اور امت محمد ﷺ اپنے تمام امور میں معتدل امت ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ (البقرة:۱۴۳)

ایسے ہی ہم نے تم کو میانہ رو امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ کے واسطہ سے نبی ﷺ کی یہ حدیث ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

إن الدين يسر ولا يشاد الدين احد إلا غلبه فسددوا وقاربوا وأبشروا واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة ۔ (بخاری:۱/۹۴، مسلم:۴/۲۱۷۱، ۲۸۱۸)

بے شک دین آسان ہے اور جو بھی اعمال دین میں نرمی چھوڑ دے گا وہ عاجز اور مغلوب ہو جائے گا، پس درستی اختیار کرو اور کامل تر نہیں تو اس سے قریب کا عمل اختیار کرو اور ثواب کامل کی بشارت سن لو اور مداومت عبادت کے لئے مدد لو ان کے اول وقت زوال کے بعد کے وقت اور رات کے آخری حصہ سے۔

آیت اور حدیث دونوں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہمارا دین

معتدل ہے اور ہماری امت معتدل امت ہے جو یہود کی کوتاہی اور ظلم اور نصاری کی زیادتی اور غلو سے دور ہے۔

امت کے اعتدال کے مظاہر

۱- انبیاء اور علماء کے حق میں، یہود کے ظلم اور نصاری کے غلو کے درمیان معتدل ہے

۲- اور ربوبیت اور الوہیت کے متعلق کمیونزم اور اصحاب وحدۃ الوجود کے درمیان معتدل ہے، الحادی کمیونزم کہتا ہے کہ "کوئی معبود نہیں، اور زندگی مادہ ہے، جب کہ اصحاب وحدۃ الوجود خالق کو عین مخلوق رب کو عین مربوب اور معبود کو عین عابد کہتے ہیں

۳- اور ایمان کے متعلق خوارج اور مرجئہ کے درمیان معتدل ہے، خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں اگرچہ وہ موحدین میں سے ہو، جب کہ مرجئہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔

۴- اور تقدیر کے متعلق وہ قدریہ اور جبریہ کے درمیان معتدل ہے، نفی کرنے والے قدریہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ نے بندوں کے افعال نہ پیدا کئے اور نہ ان کی تقدیر مقرر کی جب کہ جبریہ اس بات کے قائل ہیں کہ انسان اپنے فعل پر مجبور ہے اور اطاعت اور معصیت کے فعل میں اسے کوئی اختیار نہیں ہے

۵- اور صحابہ کے حق میں رافضہ اور خوارج کے درمیان معتدل ہے

مشق

۱- مسلمان دوسری امتوں کے درمیان معتدل ہیں اسے دلیل کے ساتھ وضاحت سے بیان کرو

۲- قرآن اور سنت شریعت کی آسانی اور امت سے تنگی اٹھانے پر دلالت کرتے ہیں، اسے دلیل سے واضح کرو

۳- اہل سنت منحرف گروہوں کے درمیان معتدل ہیں، اسے چار مثالوں سے واضح کرو

۴- اعتدال کے علاوہ اہل سنت والجماعت کے دوسرے خصائص بھی ہیں ان میں سے چار کا ذکر کرو

وجوب محبت رسول ﷺ اور اس کے معنی اور اس کی کیفیت

أ- محبت رسول ﷺ کا وجوب:

یہ بات جان لو ''اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے'' کہ مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ تبارک وتعالی سے ہر چیز سے زیادہ محبت کرے، اس لئے کہ وہی ہے جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں روزی دی اور اپنی عظیم نعمتوں کا ہم پر احسان کیا، اللہ تعالی سے محبت عبادت کے عظیم ترین انواع میں سے ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ۔ (البقرة:١٦٥)

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کا شریک دوسروں کو بناتے ہیں ان سے اللہ کی طرح محبت کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

پھر اس کے بعد بندے پر رسول ﷺ کی محبت واجب ہے اس لئے کہ آپ تحفۂ رحمت اور نعمت احسان ہیں اللہ تبارک وتعالی نے لوگوں کے لئے آپ کو رسول بنا کر بڑا احسان فرمایا تا کہ آپ انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالیں کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا مگر جب وہ آپ

کی اطاعت کرے آپ کی سیرت کی پیروی کرے آپ کے راستہ پر چلے اور تمام مخلوق پر آپ کی محبت کو مقدم کرے۔

صحیح حدیث میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثلاث من کن فیه وجد بهن حلاوة الایمان: أن یکون الله ورسوله احب الیه مما سواهما، وأن یحب المرء لا یحبه إلا لله، وأن یکره أن یعود فی الکفر بعد أن أنقذه الله منه کما یکره أن یقذف فی النار۔ (بخاری کتاب الایمان: ۱/۹، مسلم کتاب الایمان: ۴۳، ۶۶)

جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی وہ ان کے سبب سے ایمان کی مٹھاس پائے گا یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک سب سے بڑھ کر محبوب ہوں یہ کہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لئے اور یہ کہ کفر میں لوٹنا اس کے بعد کہ اللہ نے اس کو اس سے نکال لیا ہے ایسے ہی ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

آپ ﷺ سے محبت کے معنی اور اس کی کیفیت

آپ ﷺ سے محبت کے معنی آپ کی اتباع، آپ کی سنت وسیرت کی پیروی اور آپ کے حکم کو دوسرے کے حکم پر مقدم کرنے سے ثابت ہوتے

ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اور آپ کا یہ ارشاد ہے: " لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب الیه من ولده ووالده والناس أجمعین " (بخاری کتاب الایمان ۹/۱، مسلم حدیث ۴۴، ۶۶) تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے لڑکے، اس کے باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ (ال عمران:۳۱)

کہو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

یہ آیت کریمہ جس بات کی طرف رہنمائی کر رہی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع واقتداء ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی میزان قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ انسان ہیں اللہ نے اپنی رسالت کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا ہے

بے شک رسول اللہ ﷺ مبالغہ آمیز تعریف سے غنی ہیں، آپ کے لئے یہی سرمایہ فخر ہے کہ اللہ نے آپ کو منتخب فرمایا تا کہ آپ رحمۃ للعالمین

ہوں ، اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے والے اور روشن چراغ ہوں، یہ رتبہ اگر چہ مخلوق کو حاصل ہونے والا سب سے بلند رتبہ ہے لیکن یہ آپ کو انسان ہونے سے خارج نہیں کرتا، جس پر اللہ کی وہ سنتیں جاری ہوتی ہیں جو ہر بشر پر جاری ہیں جیسے ولادت، حیات اور موت وغیرہ، اللہ تعالی نے فرمایا:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ، فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۔ (الکہف:۱۱۰)

کہو! میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے یہ کہ تمہارا معبود ایک ہے پس جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھا عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔

مسلمانوں کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ

کلام سابق سے یہ واضح ہے کہ اللہ سے محبت کے بعد رسول سے محبت، جان اور والد اور اولاد کی محبت سے بڑھ کر واجب ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ یہ محبت ہمیں اس بات پر ابھارے کہ ہم کسی مخلوق کو اس کے مرتبہ سے اوپر اٹھادیں اگر چہ وہ انبیاء میں سے کوئی نبی ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے افضل ہیں اور اللہ نے آپ کی جو روح پرور تعریف کی ہے اس کے بعد ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَإِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۔ (القلم:۴)

اور بے شک تم بڑے اخلاق والے ہو۔

نیز ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (التوبہ:۱۲۸)

تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آ چکا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اسے ناگوار ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے مسلمانوں پر بڑا شفیق مہربان ہے۔

ہر روز پانچ مرتبہ اذان کے دوران اللہ نے آپ کے نام اور آپ کی رسالت کو جو بلند فرمایا ہے اس کے بعد ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں اور اللہ تعالی کے اس قول کے بعد ہم کیا کہہ سکتے ہیں:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ (انشراح:۴)

اور ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند کر دیا۔

ان کے علاوہ اور آیات واحادیث ہیں جو آپ ﷺ کے علو مرتبہ کو واضح کرتی ہیں۔

کیا غلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے موافق ہے؟

رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ شرع مطہر کے حدود کے موافق ہو اور ہم اس بارے میں افراط اور تفریط سے پرہیز کریں، صحیح حدیث میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تطروني كما اطرت النصارى ابن مريم فإنما أنا عبد فقولوا عبد الله ورسوله ۔ (بخاری مع الفتح:۶/ ۴۷۸)

میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جیسا کہ نصاری نے عیسیٰ بن مریم کا کیا ہے، میں بندہ ہوں، اس لئے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا، استغاثہ اور طلب شفاعت صحیح نہیں بلکہ ہم کو اللہ تعالی سے یہ سوال کریں کہ ہمیں ہمارے نبی کی شفاعت عطا کرے۔

مشق

۱- رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے وجوب کو دلیل کے ساتھ بیان کرو

۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے معنی اور اس کی کیفیت کیا ہے؟ دلیل سے بیان کرو

۳- کیا غلو اور مبالغہ آمیز تعریف آپ ﷺ کی محبت کے موافق ہے؟

۴- رسول ﷺ انسان ہیں اللہ نے آپ کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا ہے اسے دلیل سے واضح کرو

۵- اللہ نے اپنے نبی کی تعریف ان کے شایان شان کی ہے، کتاب وسنت میں جو آپ کا مرتبہ اور تعریف ہے اس کو بیان کرو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے حقوق

أ-صحابی کی تعریف:

صحابی وہ ہے جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں نبی ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسی پر اس کا انتقال ہوا ہو۔

ب-صحابہ کی فضیلت اور ان کے حقوق

صحابہ خیر القرون، اپنے نبی کے بعد اس امت کے سب سے افضل اور خالص لوگ ہیں، ہم پر واجب ہے کہ ان کی حمایت کریں ان سے محبت کریں ان کے لئے رضی اللہ عنہم کہیں اور انہیں ان کا مرتبہ دیں، اس لئے کہ ان سے محبت ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہی نے پورے اخلاص کے ساتھ اس دین کو ہم تک پہونچایا ہے اور ربع صدی سے کم عرصہ میں اسے اطراف عالم میں پھیلا دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتوحات عطا کیں اور لوگ دین میں فوج در فوج داخل ہوئے۔

قرآن کریم میں ان کی فضیلت:

اللہ تعالی نے صحابہ کی تعریف کی ہے، ان سے راضی ہوا، اور ان سے بہتر انجام کا وعدہ فرمایا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَالسَّابِقُوْنَ الأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْم۔ (التوبۃ:۱۰۰)

اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے اسلام لائے اور جنہوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے،

نیز فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ (الفتح:۱۸)

اللہ ان مسلمانوں سے راضی ہو چکا جب وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

مہاجرین، انصار اور اہل بیعت الرضوان صحابہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے شرف صحابیت حاصل کیا ان دونوں آیات کریمہ میں فضیلت اور تعریف ذکر کی گئی ہے۔

اسی طرح بہت سی آیات ہیں جو ان سے راضی ہونے کے باوجود ان کی بشارت جنت، عظیم کامیابی کے حصول، ان کی مدح، ان کی صفات محبت،

ایثار، کرم، سخاوت، مسلمان بھائیوں سے محبت اور اللہ کے دین کی مدد پر دلالت کرتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں ان کی تعریف کی ہے جن میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يدخل النار احد بايع تحت الشجرة ۔ (مسلم مع النووی ۱۶/۲۹۰)

درخت کے نیچے بیعت کرنے والا کوئی شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا۔

بعض احادیث تمام صحابہ کی فضیلت میں عام ہیں، بعض اہل بدر کی فضیلت میں آئی ہیں اور بعض مخصوص افراد کی فضیلت میں۔

لہذا مسلمانوں پر ان نصوص کی تعمیل اور تمام صحابہ سے الفت، ان سے محبت، ان سے رضا، ان کا ذکر جمیل، ان کی اقتداء اور ان کے منہج پر چلنا واجب ہے۔

صحابہ کو برا کہنے کا حکم:

ہم نے یہ جان لیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت کے منتخب اور خالص لوگ ہیں اسلام کی طرف سب سے پہلے سبقت کرنے والے یہی ہیں لہذا جو ان کی تنقیص

کرے، ان کی برائی کرے اوران کی عیب جوئی کرے وہ مخلوق کے بدترین لوگوں میں سے ہے، اس لئے کہ اس کا یہ عمل پورے دین کے خلاف ظلم وزیادتی ہے، اور جو شخص انہیں کافر ٹھہرائے یا ان کے مرتد ہونے کا اعتقاد رکھے وہ کفر اور ارتداد کا زیادہ مستحق ہے، صحابہ کے بعد کوئی کچھ بھی عمل کرے وہ ان کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہونچ سکتا۔ صحیح مسلم میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تسبوا احدا من اصحابی فإن احدکم لو انفق مثل أحد ذهبا، ما ادرك مداحدهم ولا نصيفه . (بخاری:۴/۱۹۱، مسلم حدیث:۲۵۴۰)

میرے صحابہ میں سے کسی کو برا مت کہو، تم میں سے کوئی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو ان میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔

اس حدیث میں اصحاب رسول ﷺ کو برا کہنے کی تحریم کی دلیل موجود ہے، اور اس بات کی تاکید بھی کہ کوئی شخص کچھ بھی عمل کرے ان کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتا۔

صحابہ کے متعلق اہل سنت کا موقف:

صحابہ کے متعلق اہل سنت کا موقف غلو کرنے اور جفا کرنے والوں

کے درمیان ہے، وہ ان کے متعلق نہ غلو کرتے ہیں اور نہ تنقیص و جفا جیسا کہ خوارج اور روافضہ نے افراط اور تفریط کا راستہ اختیار کیا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا مذہب ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے مشاجرات صحابہ کے متعلق سکوت اختیار کیا جائے، ان کے درمیان رونما ہونے والے اختلاف میں نہ پڑا جائے اور ان کے پوشیدہ اعمال اللہ کو سونپ دیئے جائیں، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

أولئك قوم طهر الله ايدينا من دمائهم فلنطهر السنتنا من اعراضهم۔

صحابہ کی جماعت وہ ہے کہ اللہ نے جن کے خون سے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، تو چاہئے کہ ہم اپنی زبانیں ان کی ہتک عزت سے پاک رکھیں۔

مشق

۱- صحابی کی تعریف کرو۔

۲- تمام مسلمانوں پر صحابہ کے واجب حقوق بیان کرو۔

۳- صحابہ کی فضیلت کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ بیان کرو۔

۴- صحابہ کو برا کہنے کا کیا حکم ہے؟ منحرف گروہوں میں سے جو لوگ ان کے ارتداد کا اعتقاد رکھتے ہیں ان کے متعلق تمہارا کیا قول ہے؟

۵- صحابہ کے متعلق اہل سنت کا موقف بیان کرو اور وہ غلو کرنے والوں اور جفا کرنے والوں کے درمیان معتدل کس طرح تھے؟ صحابہ سے متعلق خلیفۂ عادل عمر بن عبدالعزیز کا قول ذکر کرو۔

خلفاء راشدین کے لئے ہمارا فریضہ

خلفاء راشدین کون ہیں؟

خلفاء راشدین ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب فاروق، عثمان بن عفان ذوالنورین، علی بن ابی طالب ابوالسبطین رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں،

ان کا مرتبہ اور ان کی اتباع کا وجوب۔

خلفاء راشدین تمام صحابہ سے افضل ہیں، یہ خلفاء راشدین مہدیین وہ ہیں کہ رسول ﷺ نے جن کی اتباع اور جن کے طریقہ پر چلنے کا حکم دیا ہے۔

آپ نے فرمایا ہے:

فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الأمور، فإن كل بدعة ضلالة ۔ (احمد: ۴/۱۲۷، ترمذی: ۷/۴۳۷)

تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو تم انہیں تھاموں اور دانتوں سے خوب مضبوطی سے پکڑو اور دین میں نئے احکام ایجاد کرنے سے بچو بے شک ہر بدعت گمراہی ہے۔

خلافت راشدہ کی مدت

خلافت راشدہ کی مدت تیس سال ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں مذکور ہے سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا خلافت نبوت تیس سال ہے پھر اللہ اپنا ملک جسے چاہے گا دے گا۔

ان کے درمیان فرق مراتب:

خلفاء راشدین میں فرق مراتب خلافت میں ان کی ترتیب کے حساب سے ہے یعنی ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی، اوران میں سے ہر ایک کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔

مشق

۱- خلفاءراشدین کون ہیں؟

۲- خلفاءراشدین کا مرتبہ اوران کی اتباع کا وجوب بیان کرو۔

۳- خلافت راشدہ کی مدت کیا ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو۔

۴- خلفاءراشدین کے درمیان تفضیل اورفرق مراتب کا کیا حکم ہے؟

عشرہ مبشرہ

صحابہ میں افضل تر وہ دس اشخاص جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی گئی تھی اور وہ خلفاء راشدین (ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، ابوالسبطین علی بن ابی طالب)، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن العوام حواری رسول اللہ ﷺ، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص، اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح، اور سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ عنہم أجمعین ہیں۔

ان کی فضیلت میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

عشرة فى الجنة: النبى ﷺ فى الجنة، وابو بكر فى الجنة، وعمر فى الجنة وعثمان فى الجنة وعلى فى الجنة وطلحة فى الجنة والزبير بن العوام فى الجنة وسعد بن مالك فى الجنة وعبد الرحمن بن عوف فى الجنة، ولو شئت لسميت العاشر قال فقالوا: من هو؟ فسكت قال فقالوا من هو: فقال: هو سعيد بن زيد رضى الله عنهم۔

(احمد ۱/۱۸۸ اور اصحاب سنن بسند صحیح)

دس اشخاص جنت میں ہوں گے، نبی ﷺ جنت میں ہوں گے، ابوبکر جنت میں ہوں گے اور عمر جنت میں ہوں گے، اور عثمان جنت میں ہوں گے

اور علی جنت میں ہوں گے اور طلحہ جنت میں ہوں گے اور زبیر بن العوام جنت میں ہوں گے اور سعد بن مالک جنت میں ہوں گے اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہوں گے اور اگر میں چاہوں تو دسویں کا نام بھی لے سکتا ہوں، لوگوں نے کہا وہ کون ہیں آپ خاموش رہے پھر لوگوں نے کہا وہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔

عشرہ مبشرہ کے علاوہ نبی ﷺ نے دوسرے لوگوں کو بھی جنت کی بشارت سنائی ہے جیسے عبداللہ بن مسعود، بلال بن رباح عکاشہ بن محصن، جعفر بن ابی طالب اور ان کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جن کے لئے جنت کی شہادت دی ہے ہم بھی ان کے لئے شہادت دیتے ہیں اور ان کے علاوہ مومنین کے لئے خیر کی امید رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں اور ان کا معاملہ اللہ کی طرف سونپتے ہیں۔

مشق

۱- عشرہ مبشرہ بالجنۃ کون ہیں؟ دلیل کے ساتھ ذکر کرو

۲- کیا نبی ﷺ نے ان کے علاوہ کے لئے بھی جنت کی شہادت دی ہے اس کی وضاحت کرو

۳- جن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی شہادت نہیں دی ہے کیا ہم ان کے لئے یہ شہادت دے سکتے ہیں؟

اہل بیت نبی ﷺ

اہل بیت کون ہیں؟

اہل بیت آل نبی ﷺ ہیں، اور وہ ہیں: آل علی بن ابی طالب، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس، بنو الحارث بن عبد المطلب اور ازواج النبی ﷺ۔

اہل بیت کی فضیلت کے دلائل:

اللہ تعالی نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ (الاحزاب:۳۳)

نبی کے گھر والو اللہ بس یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کرے اور تم کو خوب صاف ستھرا بنا دے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذکرکم اللہ فی اھل بیتی۔ (مسلم حدیث:۲۴۰۸)

میں اپنے گھر والوں کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔

اہل بیت سے متعلق وصیت:

حدیث: "اذکرکم اللہ فی اھل بیتی" اپنے اہل بیت کے متعلق میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، ابھی گذر چکی ہے، پس اہل سنت ان

سے محبت کرتے ہیں ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی پاسداری کرتے ہیں، اس لئے کہ یہ نبی ﷺ کی محبت اور آپ کی عزت وتکریم میں داخل ہے، لیکن یہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ متبعین سنت ہوں دین پر استقامت رکھتے ہوں جس طرح کہ ان کے سلف عباس اور ان کے بیٹے اور علی اور ان کے بیٹے تھے، لیکن جو سنت کی مخالفت کریں اور دین پر استقامت نہ رکھیں تو ایسے لوگوں کی حمایت ومحبت جائز نہیں اگر چہ وہ اہل بیت میں سے ہوں۔

مشق

۱- اہل بیت کون ہیں؟

۲- اہل بیت کی فضیلت اور ان کے حقوق دلیل کے ساتھ ذکر کرو

۳- اہل سنت کے نزدیک اہل بیت سے محبت کے لئے کیا شرط ہے؟

مسلمانوں کے ائمہ اور عام لوگوں کے متعلق مسلمان کا فریضہ

مسلم نے ابو رقیہ تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

الدین النصیحة، الدین النصیحة قلنا لمن یا رسول الله ؟ قال لله ولرسوله ولکتابه ولأئمة المسلمین وعامتهم۔

(مسلم: ۱/۷۳، ابوداوٗد: ۲۹۴۴)

دین نصیحت ہے، دین نصیحت ہے ہم نے کہا کس کے لئے اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور مسلمانوں کے ائمہ کے لئے اور ان کے عام لوگوں کے لئے۔

اللہ کے لئے نصیحت یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت، اسی سے محبت، اسی کی تعظیم کی جائے، اسی سے ڈرا جائے اسی سے امید رکھی جائے، اس کے حکموں کو بجالایا جائے اور اس کے نواہی سے پرہیز کیا جائے۔

اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے لئے نصیحت یہ ہے کہ آپ نے جو خبر دی ہے اس کی تصدیق کی جائے، آپ نے جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کی

جائے، آپ کی سنتوں کی اتباع کی جائے آپ کی سیرت پر چلا جائے، آپ سے محبت کی جائے اور یہ کہ ہم اللہ کی عبادت اسی طریق کے مطابق کریں جو آپ ﷺ لائے ہیں۔

اور مسلمانوں کے اماموں کے لئے نصیحت یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کی جائے، ان سے محبت کی جائے اور اللہ کی اطاعت کے حدود میں ان کی اطاعت کی جائے۔

اور عام مسلمانوں کے لئے نصیحت یہ ہے کہ ان کو بھلائیوں کا حکم دیا جائے انہیں برائیوں سے روکا جائے، اور یہ کہ ہم ان کے لئے بہتری ایسے ہی محبوب رکھیں جیسے اپنے لئے محبوب رکھتے ہیں، ان کے لئے خیر اور مساعدت پہونچانے کے حتی المقدر کوشش کریں۔

حاکم کی اطاعت کا حکم:

امام کی اطاعت کے وجوب پر کتاب وسنت اور اجماع سلف امت کی دلالت پائی جاتی ہے اگر چہ وہ اللہ تعالی کی اطاعت کے حدود میں زیادتی کا مرتکب ہو جب تک کہ وہ معصیت کا حکم نہ دے، لیکن اگر معصیت کا حکم دے تو خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے البتہ جو معصیت نہیں ہے اس میں اس کی اطاعت کی جائے گی اس پر اللہ تعالی کا یہ قول دلالت کرتا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

وَأُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔ (النساء:۵۹)

اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حاکم کی۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصى الله ومن يطع الأمير فقد اطاعنی ومن يعص الامير فقد عصانی ۔ (بخاری:۱۳/۱۱۱، مسلم۳/۱۴۶۶)

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

مشق

۱- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدين النصيحة الخ اللہ کے لئے، اس کے رسول کے لئے، اس کی کتاب کے لئے اور مسلمانوں کے ائمہ اور عام لوگوں کے لئے نصیحت کے معنی بیان کرو۔

۲- اہل سنت والجماعت کا منہج ہے کہ حاکم کی اطاعت اللہ کی معصیت کے علاوہ کام میں واجب ہے، کتاب وسنت کے دلائل سے اس کو واضح کرو

دین میں اختلاف وتفریق کی مذمت اور اس کی خطرنا کی

حق پر اجتماع کے لئے ابھارنا:

اللہ تعالی نے امت کو اجتماع، اتحاد کلمہ اور صفت کی شیرازہ بندی کا حکم اس اساس پر دیا ہے کہ کتاب وسنت کو خوب مضبوطی سے مل جل کر تھام لیا جائے اور تفرق وانتشار سے منع فرمایا ہے۔ اور دونوں جہان میں اس کی خطرنا کی کو امت پر واضح کر دیا ہے، اس کے اثبات کے لئے اصول وفروع میں ہمیں کتاب اللہ سے فیصلہ لینے کا حکم دیا ہے، اور ہر ایسے سبب سے ہمیں روکا ہے جو تفرق وانتشار کی طرف لے جانے والا ہو، اتحاد کے حکم اور انتشار سے ممانعت کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ (ال عمران: ١٠٣)

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور متفرق نہ ہو۔

انتشار کی ممانعت:

اللہ نے تفرق وانتشار کی مذمت فرمائی ہے اور ایسے طریقوں اور

اسباب سے روکا ہے جو تفرق کی طرف لے جانے والے ہوں، انہیں طریقوں نے مسلمانوں کو مختلف فرقوں اور گروہوں میں تقسیم کردیا ہے۔

کتاب وسنت میں بہت زیادہ نصوص آئے ہیں جو تفرق واختلاف سے ڈراتے اور اس کے برے انجام کو واضح کرتے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ (آل عمران:١٠٥)

اوران لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو متفرق ہوئے اور صاف صاف حکم آنے کے بعد اختلاف کرنے لگے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہوگا۔

نیز فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۔ (الانعام:١٥٩)

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے آپ کو ان سے کوئی غرض نہیں ان کا کام اللہ کے حوالہ ہے پھر وہی ان کو بتائے گا جو وہ کرتے تھے۔

دونوں آیات تفرق کی مذمت اور دنیا وآخرت میں امت کے لئے

اس کی خطرنا کی پر دلالت کرتی ہیں، اور اہل کتاب یہود ونصاری کے ضائع ہونے کا سبب یہی ہے اور جتنے انحرافات میں لوگ پڑے ان کا بھی سبب یہی ہے۔

احمد اور ابو داؤد نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ سنئے رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

ألا إن من قبلكم من اهل الكتاب افترقوا على اثنتين وسبعين ملة وإن هذه الأمة ستفترق على ثلاث و سبعين ملة، اثنتان وسبعون فى النار وواحدة فى الجنة ، وهى الجماعة ۔ (احمد:۴/۱۵۲،ابوداؤد:۵/۵بسند صحیح)

سنو! تم سے پہلے کے اہل کتاب بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی بہتر جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں ہوگا اور وہ ''الجماعۃ'' ہے۔

کیا اختلاف رحمت ہے؟

بعض لوگ دعوی کرتے ہیں کہ اختلاف رحمت ہے اس کے لئے ان کا اعتماد ایک موضوع روایت پر ہے یعنی" اختلاف أمتى رحمة"میری امت کا اختلاف رحمت ہے، یہ قول کتاب، سنت اور عقل سے مردود ہے،

بعض آیات اوراحادیث اختلاف وتفرق کی مذمت میں گذر چکی ہیں بلکہ قرآن نے بتایا کہ اختلاف رحمت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا بلکہ اس کی ضد ہے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِيْنَ، إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ۔ (ھود:۱۱۸، ۱۱۹)

وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جن پر تیرارب رحم کرے۔

عقیدہ میں اختلاف جائز نہیں ہے لیکن فقہی مسائل میں اختلاف اجتہاد کے سبب سے واقع ہوتا ہے، لیکن واجب یہ ہے کہ فقہاء کے اقوال میں جس پر دلیل قائم ہواس کی اتباع کی جائے۔

اختلاف مذموم کے اسباب:

اختلاف مذموم کے متعدد اسباب ہیں ان میں سے چند ہیں:

۱- بہت سے لوگوں کی کتاب وسنت سے دوری

۲- عقل مجرد سے فیصلہ لینا

۳- اتباع ہوی

۴- اشخاص کی تقدیس اور ان کے اقوال کو نصوص شرعیہ پر مقدم کرنا

۵- علوم فلسفہ ومنطق سے شغل

۶- علماء ربانی سے دوری جو حق کہتے اور حق ہی سے فیصلہ کرتے ہیں

۷- مسلک، گروہ، شہر یا اشخاص کے لئے گھناؤنا تعصب

افتراق واختلاف سے نجات کا راستہ:

وہ حدیث گذر چکی ہے جس میں یہ بیان ہے کہ فرقۂ ناجیہ ''الجماعۃ'' ہے اور ''الجماعۃ'' سے مراد وہی لوگ ہیں جو نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کے منہج کے مطابق چلتے ہیں نہ اس سے کتراتے ہیں اور نہ دائیں بائیں ہوتے ہیں۔

شاطبی رحمہ اللہ نے الاعتصام میں لکھا ہے:

إن الجماعة ما كان عليه النبي ﷺ واصحابه والتابعون لهم باحسان.

جماعت وہ ہے جس پر نبی ﷺ آپ کے اصحاب اور تابعین کرام قائم تھے۔

اس لئے اختلاف سے نجات کا راستہ قول وعمل اور اعتقاد میں اہل سنت والجماعت کے منہج کی اتباع ہے جس کے لئے کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا، اس سیدھے منہج پر چلنے والے اہل علم کے ذریعہ دین کی سمجھ حاصل کرنا ان سے علم حاصل کرنا ان کا احترام کرنا ان کی عزت کی حفاظت کرنا ان سے علم حاصل کرنے میں کوشش کرنا لازم ہے، اس لئے کہ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور تعصب اور خواہشات نفسانی سے دوری لازم ہوتی ہے، اور نقل کو عقل پر مقدم کرنا ضروری ہے۔

یہی وہ سیدھا راستہ ہے کہ جو شخص اس پر چلا نجات یاب ہوا اور جو شخص اس سے ہٹا ہلاک ہو گیا، اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔ (الانعام:۱۵۳)

یہ میری سیدھی راہ ہے اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو وہ تم کو اللہ کی راہ سے متفرق کر دیں گے، یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے تا کہ تم نافرمانی سے بچتے رہو۔

اور ترمذی وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لا تجتمع امتی علی ضلالة ، أو قال (لاتجتمع) أمة محمد علی ضلالة ، وید الله علی الجماعة ۔ (ترمذی: ۴/۴٦٦)

میری امت گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوگی یا فرمایا کہ محمد کی امت گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوگی اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

آخری بات یہ کہ اختلاف سے نجات کا راستہ اور سعادت کا عنوان اور اختلاف سے سلامتی اور اللہ کے عذاب سے سبب نجات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑنا ہے جس سے اس امت کا پہلا گروہ

اصلاح یاب ہوا تھا اور اس امت کا آخری گروہ بھی اسی سے اصلاح پا سکتا ہے، امام دارالہجرۃ امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

لا يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها ۔

اس امت کا آخری گروہ اسی طریق سے اصلاح یاب ہوگا جس طریق سے اس کا پہلا گروہ اصلاح یاب ہوا تھا۔

مشق

۱- اللہ تبارک وتعالی نے اجتماع کلمہ کا حکم دیا ہے اور اختلاف سے خبردار کیا ہے اسے کتاب وسنت کے دلائل سے واضح کرو

۲- تفرق وانتشار کی خطرنا کی دلیل کے ساتھ بیان کرو

۳- بعض لوگ دعوی کرتے ہیں کہ اختلاف رحمت ہے، اس قول کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو

۴- اختصار کے ساتھ چھ اسباب اختلاف بیان کرو

۵- اختلاف سے سلامتی کا کیا راستہ ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو

فہرست

☆☆☆

ہماری اردو مطبوعات

نام کتاب	صفحہ	قیمت
● صحیح اسلامی عقیدہ اول (درسی)	۸۸	25/-
● صحیح اسلامی عقیدہ دوم (درسی)	۴۸	15/-
● صحیح اسلامی عقیدہ سوم (درسی)	۷۱	20/-
● صحیح اسلامی عقیدہ چہارم (درسی)	۱۶۲	40/-
● صحیح اسلامی عقیدہ پنجم (درسی)	۹۸	30/-
● صحیح اسلامی عقیدہ ششم (درسی)	۱۴۰	35/-
● ضعیف احادیث کی معرفت اور اس کی شرعی حیثیت	۴۱۶	120/-
● ضمیر کا بحران	۴۶۹	150/-
● عدد خاص مؤتمر الدعوۃ والتعلیم ۱۹۸۰ء	۴۳۹	35/-
● عدد خاص الموسم الثقافی ۱۹۸۱ء	۱۴۸	20/-
● عظمت رفتہ	۱۶۰	40/-
● غاية التحقيق فى تضحية أيام التشريق	۹۶	25/-
● فتنۂ انکار حدیث کا ایک نیا روپ (اول)	۳۶۸	800/-
● فتنۂ انکار حدیث کا ایک نیا روپ (دوم)	۳۷۱	کامل
● فتنۂ انکار حدیث کا ایک نیا روپ (سوم)	۴۵۵	
● فتنۂ انکار حدیث کا ایک نیا روپ (چہارم)	۳۷۴	
● قادیانیت اپنے آئینے میں	۳۶۰	50/-
● قبروں پر مساجد کی تعمیر اور اسلام	۱۶۰	60/-
● قبولیت عمل کے شرائط	۳۶۳	120/-
● قرة العينين بمسرة العيدين	۶۸	12/-
● القول الجمیل فی الکشف عن الدلیل	۲۱۰	50/-
● قول فیصل	۱۲۸	45/-